JOURNAL'S PROFILE

Journal of Research (Urdu) is a bi-annual "Y" category journal approved by Higher Education Commission of Pakistan.
It started in 2001 from Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan). At that time, it was owned by the Faculty of Languages & Islamic Studies. Later in 2008, Higher Education Commission of Pakistan recognized it as a research journal of Urdu in Category "Z". Since then, it is owned by the Department of Urdu, BZU, Multan. In 2014, it was upgraded and accepted for Category "Y".

CONTACT

Dr. Muhammad Khawar Nawazish
Editor, Journal of Research
Department of Urdu, BZU Multan-60800

MOBILE:
+92 300 9561745

WEBSITE:
https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

EMAIL:
jorurdu@bzu.edu.pk
khawarnawazish@bzu.edu.pk

ADDRESS

Office of the Journal of Research (Urdu), Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University, Multan

JOURNAL OF RESEARCH (URDU)

ISSN (Print): 1726-9067, ISSN (Online):1816-3424
Volume No. 40, Issue No.01

TITLE OF THE PAPER

تہذیب کا اساطیری تناظر

AUTHOR(S)

* Dr. Ahmad Abdullah Qamar
Assistant Professor, Department of Urdu
Govt. Graduate College, Karor, Dist. Layyah

CONTACT
ahmadabdullah073@gmail.com

HISTORY OF THE PAPER

Received on: Nov 12, 2023
Accepted on: June 25, 2024
Published on: June 30, 2024

DETAIL(S)

Volume No. 40, Issue No. 01, Page No: 01-13
Publisher:
Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University
Multan (Pakistan)-60800

LICENSE

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

COPYRIGHT

©The author(s) 2024. ©Journal of Research (Urdu) 2024.
This publication is an open access article.

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

* ڈاکٹر احمد عبداللہ قمر

تہذیب کا اساطیری تناظر

The Mythological Perspective of Civilization

ABSTRACT

There are some factors which play a keyrole in formation of civilization. Geography, religion, history, technology, inventions, discovery and mythology of some specific era or area are important in this matter. Mythology or asateeri tales provided a foundation of thinking to human being, because he was fond of knowing about universe, life and starting ending of life on earth. In ancient history he started thinking over this universe in shape of mythical tales. These tales travelled from heart to heart and thus became famous among different civilizations. They derived meanings of life from these tales and mythical characters like devi devtas. These mythical stories born in human mind and also effected human mind to understand and behave with life in terms of civilization. Study of these tales is very interesting, impressive and fruitful to understand the fabrication of civilization.

KEYWORDS

Mythology, Culture, Civilization, Myth, Sumeri, Ilm ul Asnaam, Ibn e hanif

تہذیبی مطالعے کے ضمن میں یہ بات اہم ہے کہ تہذیب کن کن بنیادوں پر استوار ہوتی ہے یا ہو سکتی ہے اسے یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ تہذیب کا درخت جن غذاؤں سے پرورش پاتا ہے وہ کیا کیا ہیں۔اور جب ہم ماضی کی کسی تہذیب کا مطالعہ کریں تو کس کس تناظر میں یہ مطالعہ ہو سکتا ہے۔ظاہر ہے یہ وہی تناظرات ہیں جو تہذیب کی بُنت میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ان میں سے کچھ کو شعوری طور پر اختیار کیا جاتا ہے یعنی تہذیب سازی میں کسی خاص عامل کو اہمیت دی جاتی ہے اور اس کی بنیاد پر معاشرے کی تعمیر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔اس تحریر میں ہم ایسے ہی ایک عامل کا مطالعہ کریں گے جسے اساطیری تناظر کا نام دیا جاتا ہے۔

اساطیر:۔

اسطورہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ س ط ر ہے

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

اردو جامع انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے:

"اسطورہ (جمع اساطیر) عام زبان میں فوق الفطرت واقعات اور دیوتاؤں کی کہانیاں، یہ ابطال کی کہانیوں سے (جن میں انسانی کارنامے ہوتے ہیں) اور پریوں کی کہانیوں سے (جو تفریح یا تعلیم کی غرض سے ایجاد ہوئیں) مختلف ہوتی ہیں۔اساطیر اور بعض مذاہب کے قصوں میں نسبتاً قریبی تعلق ہے۔اساطیر میں مذہبی اور تمثیلی مقاصد بیک وقت موجود ہوتے ہیں۔"(1)

اساطیر جمع ہے اس کی واحد "اسطارہ"، "اسطورا" ہے۔

فیروز سنز انسائیکلوپیڈیا میں علم الاصنام کے حوالے سے لکھا ہے۔

علم الاصنام(Mythology)

علم اساطیر صنمیات، دیومالا۔کسی قدیم مذہب کے دیوی دیوتاؤں اور فوق البشر سورماؤں کی داستانوں کا مطالعہ جنھیں خرافات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔(2)

اساطیر کے معنی قصے کہانی کے ہیں، افسانہ بھی اس کا ایک معنی لیا جاتا ہے، اصطلاح میں اساطیر ان قصے کہانیوں کو کہا جاتا ہے جو مذہبی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اور دیوی دیوتاؤں یا مافوق الفطرت کرداروں پر مشتمل ہوتے ہیں ۔انگریزی میں اس کے لیے لفظMythاستعمال کیا جاتا ہے۔

:Myth

1۔Legends of gods.دیوی دیوتاؤں کا قصہ

2۔false but prevalent beliefباطل عقیدہ، غلط العام خیال

3۔non existent person.فرضی شخصیت جس کا سرے سے وجود نہ ہو

4۔mythology.دیومالا، صنمیات(3)

اساطیر کہانی کی ہی شکل ہے فرق یہ کہ ان میں کردار انسان نہیں ہوتے بلکہ تمام یا بیشتر کردار دیوی، دیوتا یا اوتار ہوتے ہیں بعض اساطیر میں انسانی کردار بھی اکا دکا موجود ہوتے ہیں۔ ژونگ کہتا ہے کہ اساطیر اور لوک کہانیاں لوگوں کے اجتماعی خواب ہوتے ہیں۔

کہانی اور انسان کا تعلق بہت قدیم ہے۔ ثمر یابی کے دور کا قدیم انسان جو دن بھر جنگلی پھلوں اور پھر بعد میں شکار کی تلاش میں بَن بَن گھومتا شام کو واپس جاتا تو اپنے قبیلے میں بیٹھ کر دن بھر کی کار گزاری بیان کرتا۔ اگر بیان کرنے والے میں صلاحیت ہوتی تو یہ کار گزاری زیادہ مزے دار ہو جاتی اور سننے والے اس میں کھو جاتے یہ کہانی کی ابتدائی شکل تھی، جو انسان کی انگلی پکڑ کر چلتی بھی رہی اور خود اسے چلاتی بھی رہی۔ جب انسان نے نیند اور موت پر غور کرتے ہوئے روحوں کے مت میں قدم رکھا تو اس کے تخیل میں پرواز کی بلندی شامل ہوئی اور دیوی دیوتا اس کے کردار بن گئے یہ اصل میں اس کے کائنات کی تخلیق پر غور و فکر کا نتیجہ تھا۔ کائنات کیسے وجود میں آئی؟ اس کی تخلیق کا باعث کون ہے؟ واقعات کیسے پیش آتے ہیں؟ انسان کے چاہنے نہ چاہنے پر کون سی قوتیں مسلط ہیں؟ انسان مرتا کیوں ہے؟ مر کے کہاں جاتا ہے؟ وغیرہ، یہ وہ سوالات تھے جو انسانی ذہن میں پیدا ہوئے اور جن کے جوابات انسان نے ہی اساطیر کی تخلیق کی شکل میں دیئے۔ انسانی تخیل کی کرشماتی کہانیاں کیسے وجود میں آئیں اس حوالے سے رسل کہتے ہیں:

> "جب انسان نے کاشت کاری سیکھ لی اور اس کی بیوی بھی کھیت میں کام کرنے لگی تو
> اس نے حیات کے نمائشی پہلوؤں پر غور کرنا شروع کر دیا۔ فراغت کے الہامی لمحات
> میں اس نے دیومالائی کہانیوں (Mythologies) کی بنیاد رکھی۔"(4)

ابتداً یہ اساطیر زبانی صورت میں تھیں اور نسل در نسل سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی تھیں۔ پھر جب سمیریوں نے تصویری رسم الخط ایجاد کیا، مٹی کی الواح تیار ہونا شروع ہوئیں تو یہ قدیم اساطیری سرمایہ تحریری صورت میں محفوظ ہونے لگا۔ جب سمیریوں کی الواح دریافت نہ ہوئی تھیں تو بابلیوں کی اساطیر کو قدیم مانا جاتا تھا۔ گزشتہ صدی میں سمیریوں کے شہر "اُر" کی دریافت سے اور وہاں سے ملنے والی بے شمار الواح سے ثابت ہوا کہ سمیری تہذیب دنیا کی قدیم ترین معلوم تہذیب ہے جو ساڑھے پانچ ہزار سے پانچ ہزار سال قبل دنیا کی متمدن تہذیب تھی اور عراق میں دجلہ و فرات کے

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

کنارے آباد تھی۔ یہ عظیم تہذیب قریب تین ہزار برس تک زندہ رہی اور حضرت عیسیٰؑ کی آمد کے بعد زوال پذیر ہوئی۔(5)

اٹلی کے ماہرین ابلا(عبلہ) کو سمیری تہذیب سے بھی قدیم قرار دیتے ہیں، تاہم ابن حنیف کہتے ہیں:

"میرا سوال یہ ہے کہ ابلا کے کھنڈروں سے دریافت شدہ سولہ ہزار الواح میں کتنی لوحیں ایسی ہیں جن پر ادبی تخلیقات رقم ہیں؟ جب تک ان کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہو جاتی ان کی ادبی تخلیقات کی تعداد یا وسعت کا یقینی طور پر اندازہ نہیں ہو جاتا۔۔۔۔۔۔اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تاوقتیکہ سمیری ادب پاروں پر مبنی معلوم الواح اور معلوم سمیری لٹریچر تمام و کمال پڑھ کر اس ادب کی ضخامت متعین نہیں کر لی جاتی اور سمیریوں کی الواح کے دستیاب شدہ انبار عظیم سے ایسی تمام الواح ڈھونڈ کر نکال نہیں لی جاتیں جن پر سمیری ادبی تخلیقات مرقوم ہیں، تب تک ابلہ کے لٹریچر کو وسعت و ضخامت کے لحاظ سے زیادہ قدیم قرار دینے کی کوشش یا دعوے کو کم از کم میں تو ضرورت سے زیادہ عاجلانہ اقدام ہی قرار دے سکتا ہوں۔"(6)

ابن حنیف کی رائے اس معاملے میں احتیاط پر مبنی ہے۔ اگر قدامت کے اعتبار سے ابلہ تہذیب کی الواح سبقت رکھتی ہیں تو چاہے ان کی تعداد کتنی ہی ہو اور ان کی ادبی اہمیت کیسی ہی ہو ہم تہذیبی قدامت کا سہرا سمیریوں کے سر نہیں باندھ سکتے کیونکہ ہم ادبی معیار کا تعین نہیں کر رہے بلکہ متمدن تہذیب کا تعین کر رہے ہیں نیز الواح کی تعداد بھی اس ضمن میں بہت اہم نہیں اس کی دو وجوہات ہیں: اول یہ کہ ابھی مدفون تہذیبوں کی کھدائیاں جاری ہیں اس لئے مزید تحریری سرمایہ دریافت ہو سکتا ہے۔ ہماری ہڑپہ تہذیب بھی بعض لوگوں کے خیال میں تحقیق کے نئے در وا کر سکتی ہے اگر اس کی مزید کھدائی کی جائے اور نچلی پرتوں تک پہنچا جائے۔ دوم یہ کہ بہت سا تحریری سرمایہ اس لئے بھی دریافت نہیں ہوتا اور ہم معلومات سے محروم رہ جاتے ہیں کہ وہ ایسی اشیا پر تھا جو حوادثِ وقت کی تاب نہ لا سکیں اس لئے معدوم ہو گئیں۔ بہر حال ابلا تہذیب پر مزید کام ہو گا تو اس کی قدامت کا یقین ہو جائے گا۔ اگر یونانیوں سے بابلیوں اور بابلیوں سے سمیریوں تک کا سفر طے ہو سکتا ہے۔ تو ہم مزید ماضی میں اترنے میں بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

کریں گے۔اس ضمن میں تہذیب کے طالب علم کے ذہن میں یہ بات بھی رہنی چاہیے کہ الواح جو دریافت ہوئی ہیں وہ ساری کی ساری ابھی پڑھی نہیں جا سکیں بلکہ رفتہ رفتہ یہ کام ہوتا ہے اور ماہرین تحریر بہت عرق ریزی سے مختلف الواح کے رشتے جوڑ کر کسی تحریر کو مکمل کرنے کے قابل ہوتے ہیں اس معاملے میں عجلت مفید ہے، نہ رائے حتمی ہو سکتی ہے۔

اساطیر کے تہذیب اور مذاہب پر اثرات :۔

فیروز سنز اردو انسائیکلوپیڈیا میں درج ہے:

"دیومالا یا علم الاصنام کا مذہب سے گہرا تعلق ہے اور تقریباً تمام قدیم تہذیبوں کی دیومالائیں ان لوگوں کے مذہبی عقائد کے بارے میں معلومات مہیا کرتی ہیں جنہوں نے یہ کہانیاں تخلیق کی تھیں۔ لیکن ہم انہیں محض خرافات کہہ کر مسترد نہیں کر سکتے۔ دیومالا دراصل اپنے وقت کی سائنس تھی کیونکہ یہ ہمیں مظاہر قدرت کی اصل بتانے کی کوشش کرتی ہے۔ مثلاً کائنات کس طرح وجود میں آئی، بادل کیسے گرجتے ہیں، زلزلے اور طوفان کیسے آتے ہیں اور درخت اور پھل پھول کس طرح پیدا ہوتے ہیں۔"(7)

قدیم مذاہب کا وجود اساطیر کا ہی مرہون منت ہے۔ قدیم ترین مذاہب کی پوری تعلیم اساطیر میں ہی موجود ہوتی تھی۔ اساطیر میں ہی تخلیق کائنات کی کہانی بیان ہوئی اور پھر کائنات پر متصرّف دیوی دیوتا اساطیری لٹریچر میں متعارف ہوئے ،اس لئے مذہب کی بنیاد اساطیر پر ہوئی۔ یہ اساطیر گو الہامی اہمیت کی حامل نہیں اور یہ بہت سے افراد کے تخیلاتی سفر کی روداد ہیں پھر بھی انہیں عین مین مذہبی تقدیس کا درجہ حاصل رہا۔

رحمن مذنب لکھتے ہیں:

"دیومالا کو بالعموم بے سر و پا داستان کا دفتر خیال کیا جاتا ہے لیکن ایسا کرنا سراسر عصبیت اور حقیقت ناشناسی ہے۔ بشریات اور نفسیات کے ماہرین نے دیومالا کی تفسیر و تفہیم میں جس سنجیدگی اور دقّت نظر سے کام لیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

علم و فن اور تہذیب و تمدن کا یہ شعبہ کس قدر اہم ہے۔یہی انسان کا پہلا تہذیبی
کارنامہ ہے اس کی علمی سوچ کا پہلا دین ہے۔"(8)

ہم اساطیر کے مذاہب اور تہذیب پر اثرات کے ضمن میں بالخصوص جن مذاہب کو پیش نظر رکھ رہے ہیں ان میں عیسائیت اور اسلام اہم ہیں کیونکہ ان سے قدیم مذاہب کو تو بنیاد ہی اساطیر سے فراہم ہوتی ہے،اس لئے اثرات کا جائزہ لینا بے معنی ہے۔

شجر ممنوعہ:۔

دو الواح پر مشتمل یہ سمیری کہانی ان کے عظیم شہر نپور کے کھنڈروں سے کھدائی کے دوران ملی ہے۔یہ کافی ٹھیک حالت میں ہے اور چھ کالموں پر مشتمل ہے ان کی قدامت کا یقین ماہرین نے ساڑھے تین اور چار ہزار برس قبل کے درمیان کیا ہے۔اس میں تمام کردار دیوی دیوتا ہیں اور جس جنت کا ذکر کیا گیا ہے اس میں بھی دیوی دیوتا قیام کرتے ہیں اس کا نام کہانی کی رو سے ''دلمن'' یا ''دلمون'' ہے جو ان کے خیال میں مشرق میں واقع ہے (مرزا ابن حنیف اپنی کتاب ''سات دریاؤں کی سرزمین'' میں دلمن یا دلمون پاکستانی علاقے کو قرار دیتے ہیں) مرزا ابن حنیف کے بقول سمیریوں کی اس کہانی اور بائبل میں بیان کردہ ''فردوسی کہانی'' میں بہت مشابہت ہے اس لئے فردوسی کہانی سمیریوں کی کہانی سے ماخوذ لگتی ہے۔(9)

دیگر مندرجات سے قطع نظر ہم اس کی یہ مشابہت اور پھر اس کے تسلسل کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔اور وہ ہے شجر ممنوعہ۔اس کہانی میں لکھا ہے:

"ان کی "دلدلی زمین میں ہاتھ پاؤں پھیلائے لیٹا ہے،

"ان کی "دلدلی زمین میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہے،ادھر ادھر دیکھتا ہے،

وہ اپنے ایلچی "اِسی مُد" سے کہتا ہے،

"اِن پودوں کی تقدیر میں معین کروں گا،ان کے دل کا حال جان لوں گا،یہ (پودا) کونسا ہے؟ یہ کونسا ہے؟

اس کا ایلچی "اِسی مُد" اسے جواب دیتا ہے:

"میرے بادشاہ! شجری پودا" وہ اسے بتاتا ہے،

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

وہ(اسی مد)اسے اس(اُن کی) کے لئے کاٹتا ہے "وہ اسے کھا جاتا ہے"

"میرے بادشاہ! شہد کا پودا" وہ اسے بتاتا ہے،

وہ اسے اس کے لئے توڑتا ہے، وہ کھا جاتا ہے،

"میرے بادشاہ! سڑک کا کاہی پودا" وہ اسے بتاتا ہے،

وہ اس کے لئے کاٹتا ہے! وہ اسے کھا جاتا ہے،

میرے بادشاہ! اپاسر، پودا! وہ اسے بتاتا ہے،

وہ اسے اس کے لئے توڑتا ہے، وہ اسے کھا جاتا ہے

"میرے بادشاہ! خاردار پودا" وہ اسے بتاتا ہے،

وہ اسے اس کے لئے کاٹتا ہے، وہ اسے کھا جاتا ہے۔(10)

"ان کی" نے ان پودوں کی تقدیر کا فیصلہ کر دیا، ان کا دل جان لیا، نن ہر سگ نے "اَن کی" کے نام کو بد عادی۔ جب تک وہ مر نہیں جاتا میں اس پر حیات آفریں نظر نہیں ڈالوں گی یہ پودے اشجار ممنوعہ تھے جن کے کھانے سے "ان کی" کو سزا دی گئی اور دیوتاؤں کو بھی پریشانی لاحق ہوئی۔

بائبل کی کتاب پیدائش کے مطابق خداوند خدا نے آدم کو نیک و بد کی پہچان کے درخت کا پھل نہ کھانے کی ہدایت کی تھی لیکن آدم نے نافرمانی کی اور اسے پھل کھانے کی پاداش میں باغ عدن سے نکال دیا اور آلام و مصائب میں مبتلا کیا۔(11)

اسلامی اساطیر میں بھی ایسی ہی کہانی ہے کہ آدمؑ بہکاوے میں آکر شجر ممنوعہ سے لطف اندوز ہوئے جس کی پاداش میں انھیں جنت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا گیا اور یہاں وہ اپنے گناہ کی معافی مانگتے پھرے، بالآخر خدا نے معاف تو کر دیا لیکن جنت واپس نہ ملی۔ قرآن مجید میں سورۃ البقرہ میں شجر ممنوعہ کا ذکر ہے، تاہم اس درخت کا نام درج نہیں:

"اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدمؑ رہا کرو تم اور تمہاری بیوی بہشت میں، پھر کھاؤ دونوں اس میں سے بہ فراغت جس جگہ سے چاہو اور نزدیک نہ جائیو اس درخت کے ورنہ تم بھی انھی میں شمار ہو جاؤ گے جو اپنا نقصان کر بیٹھتے ہیں۔" (البقرۃ:۳۵)

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

عورت کی تخلیق:۔

اسی سمیری نظم میں جب "ان کی "آٹھ پودے کھالیتا ہے تو اس کے آٹھ اعضا بیمار ہو جاتے ہیں۔

لومڑی جانے کن جتنوں سے اسے "ننِ ہرُ سگ "کے پاس واپس لاتی ہے۔

نن ہر سگ نے "ان کی "کو اپنے "اندام "کے پاس بٹھالیا(اور پوچھا)میرے بھائی! تجھے کہاں درد ہے؟

"میرا۔۔۔دکھتا ہے!"

"میں تیرے لئے ابوّ دیوتا پیدا کرتی ہوں"

اسی طرح وہ باری باری پوچھتی جاتی ہے اور اس کے درد کے ازالے کے لئے کوئی دیوی دیوتا پیدا کرتی ہے۔جب وہ ساتویں بار پوچھتی ہے کہ:

"میرے بھائی تجھے کہاں درد ہے؟"

میری پسلی دکھتی ہے

میں تیرے لئے نِن تی (دیوی)پیدا کرتی ہوں۔(12)

ابنِ حنیف لکھتے ہیں:

"نن تی کے معنی ہیں "پسلی کی خاتون "یعنی پسلی سے پیدا ہونے والی۔اس کے علاوہ،"نن تی "کے ایک اور معنی بھی ہیں "خاتون جو زندہ رکھتی ہے"۔(13)

اس طرح ایک عورت میں دو مفہوم جمع ہو گئے کہ "پسلی سے پیدا ہونے والی "اور "زندہ رکھنے والی "اور عورت میں یہ صفت بھی موجود ہے کہ وہ زندگی کو جنم دیتی ہے۔

بائبل میں عورت کی تخلیق کے حوالے سے جو بیان ہے وہ بھی یہی ہے کہ سب زندوں کی ماں "حوا"آدم کی پسلی سے پیدا ہوئی تھیں۔اور پھر اسلام میں بھی ایسا ہی نظریہ ہے جو کوئی مستند بنیاد تو نہیں رکھتا لیکن معروف یہی ہے۔سید مودودی سورۃ النسآء کی پہلی آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں:

"اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا'اس کی تفصیلی کیفیت ہمارے علم میں نہیں ہے،عام طور پر جو بات اہل تفسیر بیان کرتے ہیں اور جو بائبل میں بھی بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ آدم کی پسلی سے حوا کو پیدا کیا گیا(تلمود میں اور زیادہ تفصیل کے ساتھ یہ بتایا

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

گیا ہے کہ حضرت حوا کو حضرت آدمؑ کی دائیں جانب کی تیرھویں پسلی سے پیدا کیا گیا تھا۔"(14)

اس سے یہ نتیجہ نکالنا آسان ہو جاتا ہے کہ سمیریوں کی کہانی میں پسلی سے نن تی کا پیدا کرنا ہی عورت کی تخلیق کا اہم نظریہ بن گیا اور اس کے اثرات بائبل کی کہانی پر اور اسلام پر بھی موجود ہیں۔

شادی کے تحائف:۔

جب "ان کی" کے حکم سے دلمون سر سبز ہو گیا اور فصلوں سے کھیت لہلہانے لگے تو "ان کی" نے ہر سگ دیوی سے شادی یا مواصلت کی خواہش کی اس نے انکار کیا لیکن پھر مان گئی اور حاملہ ہو گئی۔ حمل کے نو دن بعد اس نے "نن سار" کو جنم دیا، نن سار پودوں کی دیوی تھی۔ پھر بہار کے موسم میں "ان کی" نے "نن سار" سے مباشرت کی، نن سار نے نو دن بعد "نن کرا" کو جنم دیا، "نن کرا" کے معنی ہیں "کوہستانی زمین کی ملکہ"۔ ابن حنیف لکھتے ہیں نن کرا، سنگ تراشی، پودوں کے ریشوں اور رنگائی کے مسالوں کی دیوی تھی۔ پھر "ان کی" نے "نن کرا" سے مواصلت کی اور "اتو" کی پیدائش ہوئی۔ اتو کپڑوں، لباس اور رنگائی کی دیوی تھی۔ 'ان کی' اتو سے بھی مواصلت کا خواہاں تھا لیکن نن ہر سگ نے اتو کو کہہ رکھا تھا کہ جب تک "ان کی" تحفے نہ لائے اس سے ہر گز مواصلت نہ کرے یہاں سے ہم اصل عبارت سے رجوع کرتے ہیں:

"ان کی" اتو کی طرف روانہ ہوا

"۔۔۔۔ جو اپنے گھر میں۔۔۔۔ کھول"

"تو! کون ہے تو؟"

"میں! مالی! تجھے کھیرے، سیب اور انگور کا تحفہ دوں گا"

اتو نے خوش دلی کے ساتھ دروازہ کھول دیا

"ان کی" دلآویز خاتون اتو کو

کھیرے دیتا ہے، ان کے۔۔۔۔ اندر۔۔۔۔۔،

سیب دیتا ہے، ان کے۔۔۔۔ اندر۔۔۔۔۔۔،

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

انگور دیتا ہے،ان کے۔۔۔۔۔اندر۔۔۔۔۔۔،

اتو خوبصورت خاتون۔۔۔۔اس کے لئے۔۔۔۔۔اس کے لئے۔۔۔۔،

ان کی،اتو سے لطف اندوز ہوا،

اس نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا،اس(اتو) کی گود میں لیٹ گیا۔"(15)

ہم دیکھتے ہیں کہ ان کی "اتو" سے قبل تین دیویوں سے ملاپ کرتا ہے اور اس میں کسی تحفے کا ذکر نہیں لیکن اس کی بار بار کی خواہش کی تکمیل کے لئے "نن ہر سگ"،"اتو" کو تحفے لینے کی تلقین کرتی ہے اور وہ تحفے وصول کرکے "ان کی" کی خواہش پوری کرتی ہے۔تاریخ عالم میں شادی کے عوض کچھ دینے کی یہ قدیم ترین تحریری شہادت ہے۔

اسلام میں اسے حق مہر کا نام دیا گیا جو اگرچہ اکثر صورتوں میں بہت معمولی سا ہوتا ہے لیکن وہ نکاح کی لازمی شرط ہے۔قرآن میں ہے:

"اور تم ان کو اپنے مالوں کے ذریعے سے چاہو اس طرح سے کہ تم بیوی بناؤ صرف مستی ہی نکالنا نہ ہو۔پھر جس طریق سے تم ان عورتوں سے متمتع ہوئے ہو،سو ان کو ان کے مہر دو جو کچھ مقرر ہو چکے ہیں۔"(النّسآء:۲۴)

اس کے علاوہ اسے ایک اور تناظر میں بھی دیکھئے،نن ہر سگ مٹی کی دیوی ہے،ان کی پانی کا دیوتا ہے،ان دونوں کے ملاپ سے جو دیوی پیدا ہوتی ہے وہ پودوں کی دیوی "نن سار" ہے۔

یہ سمیریوں کا مشاہدہ تھا جو اساطیر میں ڈھل گیا اور آنے والی نسلوں کے لئے اس سے آگے سوچنے اور سماجی عمل کو آگے بڑھانے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔اسی طرح "ان کی" اور "نن سار" یعنی پانی اور پودوں کے ملاپ سے جو دیوی جنم لیتی ہے وہ سنگ تراشی،پودوں کے ریشوں اور رنگائی کے مسالوں کی دیوی ہے۔گویا یہ مٹی اور پانی سے پودوں کی تخلیق کے بعد پانی اور پودے کے مختلف حصوں کے ملاپ سے اشیا کی تیاری کا پیغام ہے۔اور اس کے بعد "ان کی" کا ملاپ رنگائی کے مسالوں کی دیوی سے ہوتا ہے گویا پانی اور مسالوں کا ملاپ اور اس سے جو دیوی جنم لیتی ہے وہ کپڑوں کی رنگائی کی ہے۔مشاہدے کی کارفرمائی اس میں جوبن پر نظر آتی ہے۔

(قصہ فردوس، کے عنوان سے یہ کہانی دنیا کا قدیم ترین ادب جلد اول،از ابن حنیف کے صفحہ ۲۷۰ سے ۲۸۸ تک ملاحظہ کی جا سکتی ہے)

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

سیلابِ عظیم:۔

سیلابِ عظیم کا تذکرہ بھی قدیم سمیری تحریروں میں ملتا ہے۔ایک ہی تختی پر مذکور یہ واقعہ پہلی تحریری شہادت ہے جس کی رو سے دیوتاؤں نے نسلِ انسانی کو ختم کرنے کا ارادہ کیا اور "ان کی" دیوتا نے "زی اسدرا" کو دیوتاؤں کے فیصلے سے آگاہ کیا۔ یہ تختی خستہ حالت میں ہے اور اس کی کئی لائنیں ضائع ہو چکی ہیں،اس لیے سیاق و سباق اور اندازے سے اس کہانی کو مکمل کیا گیا ہے۔تاہم اس کہانی کا ہیرو "زی اسدرا" ہے جسے بابلی کہانی میں "ات ناپشتم" کہا گیا اور مقدس مذہبی کتب میں حضرت نوحؑ کہا گیا ہے۔اس کہانی کی رو سے سات دن اور سات راتوں تک ہلاکت آفریں طوفان و سیلاب جاری رہا اور پھر سورج دیوتا "تو" نکلا تو ہر طرف روشنی پھیل گئی اور "زی اسدرا" نے "اتو" کو سجدہ کیا۔(16)

قرآن مجید میں ایسے ہے:

"یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ پہنچا اور زمین میں سے پانی ابلنا شروع ہوا۔۔۔۔۔۔۔اور حکم ہو گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تھم جا،اور پانی گھٹ گیا اور قصہ ختم ہوا۔"(ہود:۴۰تا۴۴)

بائبل پر سومیری اساطیر کے اثرات کے حوالے سے ابنِ حنیف لکھتے ہیں:

> "سمیریوں کے اثرات جو سمیری ادبیات کے ذریعے بائبل پر مرتب ہوئے،وہ بائبل کے مندرجہ ذیل موضوعات اور گوشوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔کائنات کی تخلیق،انسان کی تخلیق،تکوینی عمل،باغِ عدن یعنی جنت کا تصور،سیلابِ عظیم، ہابیل اور قابیل کا تنازعہ،مینارِ بابل اور نسلِ انسانی کا پھیلاؤ،زمین اور اس پر نظم و ضبط،ذاتی دیوتا، قانون، اخلاقیات، آسمانی انتقام اور قومی تباہی،آفات کا نزول،مصائب و قناعت،موت اور عالمِ اسفل،دوبارہ جی اٹھنا،ضرب الامثال، اقوالِ حکیمانہ اور نوحے۔"(17)

ابنِ حنیف کہتے ہیں یہ چند مثالیں ہیں،جیسے جیسے قدیم الواح کی تحریریں پڑھی جا رہی ہیں مزید اثرات نمایاں ہو رہے ہیں۔مذہبی ادب پر ان قدیم اساطیری اثرات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اساطیر خواہ کسی بھی طرح جنم پذیر ہوئی ہوں،آنے والے مذاہب اور تہذیبیں اپنی تعمیر میں انھیں خام مال کے طور پر استعمال کرتے رہے ہیں اور ان کی

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

حقانیت ہر دور اور ہر مذہب میں مسلم رہی ہے۔ابن حنیف کا ان مختلف اساطیر کے حوالے سے یہ بھی کہنا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ یہ اساطیر عین مین آنے والی تہذیبوں میں قبول کی جاتی رہی ہیں کہیں ان میں ہمیں اختلاف بھی دکھائی دیتا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ ضروری نہیں سب کچھ مستعار ہو۔ عرف عام میں ہابیل اور قابیل کا قصہ جسے بائبل ہابل اور قائن کے نام سے بیان کرتی ہے اور سمیری اساطیر میں چرواہا اور کسان کے عنوان سے بیان کی گئی ہے۔ابن حنیف اس کے مختلف انجام کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "سومیری کہانی کا کسان امن پسند ہے مگر بائبل کی کہانی کا کسان جھگڑالو ہے بلکہ اس نے چرواہے (قائن) کو قتل کر دیا۔سومیری کہانی میں کوئی قتل نہیں ہوتا بلکہ اس کہانی کے آخر میں تو صلح اور دوستی کی خوشگوار فضا ملتی ہے مگر بائبل کی روایت قتل کا پتہ دیتی ہے۔ دونوں کہانیوں میں ذرا سی مشابہت کی بنا پر یہ کہنا مجھے تو کسی طرح مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ سومیری کہانی بائبل پر اثر انداز ہوئی تھی اور اسرائیلیوں نے اپنی روایت کے ضمن میں خیال اور فضا سومیریوں سے مستعار لی۔ مختلف مگر زراعت کار قوموں کے ہاں بعض ملتی جلتی کہانیوں کی تخلیق کم از کم میرے لیے تو کوئی انہونی یا اچنبھے کی بات نہیں ہے اور آزادانہ طور پر تخلیق شدہ مختلف اساطیری کہانیوں میں رد وقبول کی فضا کا پایا جانا بھی کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ یہ نتیجہ لازماً ہی نکال لیا جائے کہ کوئی ایک کہانی باقی کہانیوں پر یقیناً اثر انداز ہوئی ہے تاہم یہ بات ضرور ہے کہ زیر بحث دونوں کہانیوں میں ایک لحاظ سے پوری نفسیاتی فضا یکساں ہے۔"(18)

یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ ہم نے اساطیر کے تہذیب پر اثرات کے حوالے سے بالخصوص سمیری اساطیر کو موضوع بنایا ہے،اس کی وجہ یہ ہے کہ قدیم ترین معلوم و مستند اساطیر سمیری تہذیب سے ہی منسوب ہیں اس لیے ان کے اثرات بابلی اور یونانی اساطیر پر ہوئے اور ہم چونکہ اساطیر کے تہذیبی اثرات کا جائزہ لے رہے ہیں اس لیے بنیادی اساطیر اس حوالے سے زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔یہ سمیری اساطیر ان کے گہرے سماجی مشاہدے کی غماز ہیں۔اگرچہ طائرانہ نظر ڈالنے سے یہ داستانی خرافات محسوس ہوتی ہیں تاہم اگر تناظر ذہن میں ہو تو ان اساطیر کے آنے والی تہذیبوں پر اثرات نہاں نہیں رہتے۔

حوالہ جات

1۔ اردو جامع انسائیکلوپیڈیا(جلد اول)،(لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز،1987ء،ص204

2۔ فیروز سنز اردو انسائیکلوپیڈیا،(لاہور: فیروز سنز،1984ء)،ص703

3. B.A. Qureshi, Kitabistan (new millenium), Two in one composite dictionary,(Kitabistan Publishers, April 2004), P.539-540

4۔ برٹرینڈ رسل، رسل کے فکر انگیز مضامین،(ملتان: بیکن بکس،2009ء)، ترجمہ: جمشید اقبال،ص129

5۔ ابنِ حنیف، دنیا کا قدیم ترین ادب (اول)،(ملتان: بیکن بکس،1998ء)،ص22-23

6۔ ایضاً،ص12

7۔ فیروز سنز اردو انسائیکلوپیڈیا،ص703

8۔ رحمٰن مذنب، اسلام اور جادو گری،(لاہور: مقبول اکیڈمی،1990ء)،ص177

9۔ ابنِ حنیف، دنیا کا قدیم ترین ادب (اول)،ص258تا262

10۔ ایضاً،ص282-283 (مکمل کہانی مذکورہ کتاب کے صفحات270تا288پر ملاحظہ کریں)

11۔ انجیل برناباس، اسلامی مشن،(لاہور: جنوری1980ء)،ص21-46

12۔ ابنِ حنیف، دنیا کا قدیم ترین ادب (اول)،ص285-287

13۔ ایضاً،ص287

14۔ سید مودودی، تفہیم القرآن (جلد اول)،(لاہور: سروسز کلب،1999ء)،ص319

15۔ ابنِ حنیف، دنیا کا قدیم ترین ادب (اول)،ص280-281

16۔ ایضاً،ص396-397

17۔ ایضاً،ص152

18۔ ایضاً،ص379-380